جناب مظفر عباسی صاحب
(مری)

ہمارے پچاس سال ؟

انگریز کو گئے برصغیر پاک وہند کو تقسیم ہوتے اور پاکستان کو قائم ہوئے پچاس سال ہو چکے ہیں ۔ ہم آزاد ہیں ۔ اپنا ملک اور وطن ہے اپنی حکومت اور اقتدار ہے ۔ اور ہم پچاس سالہ گولڈن جوبلی، جشن مسرت اور آزادی کی عید منا رہے ہیں ۔ جوش خوشی کا ہو یا غم اور غصے کا اس میں عام طور پر ہوش قائم نہیں رہتے اور پھر ایسا جوش جس میں بارہ کروڑ جوان ، بوڑھے اور مرد عورتیں شریک ہوں اور یہ لوگ جو کرکٹ میچ میں فتح وشکست کے نتیجہ میں پرجوش ہوجاتے ہیں ۔ ان سے ہوش کی توقع اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔ غرض ہم خوش ہیں اور خوشی ومسرت کے جوش میں ہوش کا دامن چھوڑ بیٹھے ہیں ۔ ان حالات میں میری باتیں جو میرے خیال میں سچی ہیں کون گوارا کرسکتا ہے ۔ تاہم لکھ رہا ہوں اس لیے کہ لکھنے اور حتیٰ المقدور سچ لکھنے کی عادت ہے ۔ " الحق " کے مدیر محترم کا ارشاد ہے کہ کچھ کہوں اور پھر کہنے اور لکھنے کا موقع اور موسم بھی ہے ۔ ان حالات میں چپ رہ کر " گونگا شیطان " کہلانا کیسے گوارا کرلوں ۔ اچھا تو مجھے لکھنے اور عادت سے مجبور ہوکر سچ لکھنے کی اجازت دیں ۔ (شکریہ) ۔

آئیے بات آزادی کے مفہوم سے شروع کرتے ہیں ۔ ہاں ! ہاں ! یاد آیا آزادی کے مفہوم سے تو قارئین واقف ہیں چلو یہ نعمت اپنے ہاں نہ سہی گردوپیش اور قرب وجوار کے ملکوں میں تو ہے سائنس نے ترقی کی اور ابلاغ کی سہولتیں پیدا کردی ہیں ۔ ان حالات میں انسان جاننے کی خواہش اور کوشش کے بغیر ہی بہت کچھ جان لیتا ہے ۔ ہمارے موجودہ اور مرحوم حکمرانوں نے ہمیں سلانے اور گردوپیش کے حالات سے بے خبر رکھنے کی پوری پوری کوشش فرمائی ہے لیکن انہیں اس کوشش میں حسب منشا کامیابی حاصل نہیں ہوسکی ۔ اور ہمسایہ ملک افغانستان میں نوجوان طالب علموں نے جنہیں صرف طالبان کہا جاتا ہے بے شمار حقائق کو بے نقاب کردیا ہے ۔ اور ہم لوگ

آزادی کے مفہوم سے اتنے بے خبر نہیں رہے جتنا ہمارے حکمرانوں کی کوششوں کے مطابق ہونا چاہیئے تھا۔ تاہم آزادی کے مفہوم پر بات چیت کی مزید ضرورت ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے سے پہلے " جوبلی " اور " گولڈن جوبلی " کے معنی ومفہوم کی بات زیادہ ضروری معلوم ہوتی ہے۔ " جوبلی " عربی زبان کی بیٹی عبرانی زبان کا لفظ ہے، جو اصل میں " یوبل " تھا

انگریزوں نے ی کو۔ ج۔ بنادیا ہے اور یوں ہم نے اپنے آقاؤں کے انداز میں " یوبلی " کو جوبلی بنا لیا ہے۔ یاد آیا کہ انگریزوں نے " یعقوب " کی۔ ی۔ کو۔ ج۔ سے بدل کر جیکب۔ یوسف۔ کی۔ ی کو۔ ج سے بدل کر جوزف۔ اور " یوحنا " کی۔ ی۔ کو۔ ج۔ سے بدل کر جوھن اور جوحنا بنالیا ہے۔ انگریزوں کو انکے پادریوں نے اپنے انبیاء کرام اور بزرگوں کے اسمائے مبارکہ میں اس تحریف سے منع نہیں کیا اور منع کرتے بھی کیسے انہوں نے خدا کے رسولوں کے پورے نظام اور شریعت کو بدل بلکہ مسخ کردیا تھا۔ غرض انگریزوں نے تمام اہل یورپ نے نہیں صرف انگریزوں نے ی۔ کو۔ ج۔ سے بدل کر " یوبلی " کے جوبلی بنادیا ہے۔ اور ہم نے یہ میڈان انگلینڈ کی اصطلاح اسی طرح اپنالی ہے۔ تورات کی تیسری کتاب " احبار " کے پچیسویں باب میں " یوبلی " کی پوری تشریح موجود ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی تاریخ میں ہر پچاسواں سال " یوبلی " یعنی آزادی کا سال ہوتا ہے۔ اس سال تمام غلام از خود آزاد ہوجاتے ہیں۔ قرضے ختم ہوجاتے ہیں مرہونہ اشیا اصل مالکان کو مل جاتی ہیں۔ قیدی رہا ہوجاتے ہیں اور جرمانے معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اس " یوبلی " یعنی آزاد کے سال گائے بیل اور مال مویشی تک آزادی اور آرام سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پوری قوم پورا سال آرام کرتی ہے نہ کھیتوں میں کام کرتی ہے، نہ بازاوروں میں بس آرام اور آزادی سے لطف اٹھایا جاتا ہے۔

یہودیوں کے مذہب میں ہر ساتواں دن " سبت " یعنی آرام کا دن ہوتا ہے، اور سات سالوں کو ایک دن فرض کیا جائے تو ہر پچاسواں سال سبت کا سال ہوتا ہے۔ مذکورہ کتاب میں لکھا ہے کہ سبت کے سال تم نے کوئی کام نہیں کرنا اور تمہارے چھٹے سال کی محنت میں ایسی برکت ڈالے گا کہ تمھیں ساتویں یعنی سبت کے سال محنت کے بغیر سب کچھ مل جائے گا۔

گذشتہ سال " جوبلی " کے مفہوم کے بارے میں غالباً " نیوزویک " میں ایک دلچسپ مضمون پڑھا تھا۔ مضمون نگار نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ " اسرائیل " میں یہودیوں کی مذہبی حکومت ہے۔ اس حکومت کو قائم ہوئے ۵۰ سال ہونے والے ہیں۔ گویا اسرائیل

مستقبل قریب میں سبت اور یوبلی (جوبلی) کی خوشیاں منائے گا ۔ اس سال تمام کاروبار مملکت موقوف رہے گا ۔ ان حالات میں عربوں اور بالخصوص فلسطینی عربوں کی طرف سے حملے کی صورت میں کیا حکمت عملی اپنائی جائے گی ؟ مضمون نگار غالباً امریکن تھا ۔ ورنہ اسے یہ بھی واضح کرنا چاہیئے تھا کہ یورپ کے یہودیوں نے فلسطین کے اصل باشندوں سے جو زمینیں خریدی تھیں انکا کیا بنے گا ؟ توریت کے قانون کے مطابق وہ زمینیں اصل مالکان کو واپس مل جانی چاہئیں ۔

پاکستان کی پچاس سالہ " جوبلی " بلکہ " گولڈن جوبلی " کی نسبت سے ہمیں آزادی اور آزادی کے تقاضوں کے بارے میں لکھنا چاہیئے تھا ، اور " الحق " کے مدیر اعلیٰ کا حکم بھی یہی تھا لیکن اس خیال سے کہ اسی عنوان پر لکھنے والے بہت کچھ لکھ رہے ہیں ۔ نیز میں جو بات کرونگا وہ " الحق مُر " کے مصداق ہمارے پرجوش قارئین کو شاید ناگوار گزرے ۔ اس لیے زیب داستان کے طور پر جوبلی کے عنوان پر چند باتیں لکھ کر اپنے حصے کی کالم نگاری کا قرض اتارنے اور فرض ادا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ رہی بات آزادی کی سو ہم بارہ کروڑ کی تعداد پر مشتمل ایک قوم کے اعتبار سے آزاد ہیں بشرطیکہ قوم کا وہی مفہوم سامنے رکھا جائے جو ہمارے ہاں نصاب میں داخل معاشرتی علوم کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے ۔ رہا اسلام اور اسکی معاشرت کے بارے میں اصطلاحات میں آزادی اور حریت کا جو مفہوم ہے ۔ اس کے حوالے سے بات کی جائے تو ہم کیا دنیا کی کوئی قوم بھی آزاد نہیں ۔ اگر سیاسی آزادی ہے تو جہالت کفروشرک ، رسومات بد، ذات پات ، ملک وطن اور رنگ ونسل کے فراعنہ کے سب غلام ہیں ۔ امریکہ جو آزادی کا داعی اور لیڈر بنا پھر رہا ہے بدترین قسم کی غلامی کا شکار ہے ۔ آزادی کا دنیاوی اور رائج الوقت مفہوم سامنے رکھا جائے تو بھی ہم کسی اچھی حیثیت کے مالک او بہتر مقام پر نہیں ۔ پچاس سال ہوگئے اور ہم ابھی تک :۔

(۱). اپنا تشخص قائم کرنے کی بجائے خود اسی کا تعین نہیں کرسکے کہ ہم ہیں کون ؟

(۲). ہماری زبان کیا ہے ؟ ہم طے نہیں کرسکے ۔ (۳). ہمارا دین اور مذہب کیا ہے ؟ ہم فیصلہ نہیں کرسکے ۔ (۴). ہمارا قانون اور آئین کیسا ہو ہم فیصلہ نہیں کرسکے ۔ (۵). ہمارا نظام تعلیم سرتا پا غلط ہے ۔ ہمارے ماہرین تعلیم ایک بار نہیں صدہا بار اعلان کرچکے ہیں کہ یہ آزاد قوم کا نظام تعلیم نہیں لیکن ہم اسے درست نہیں کرسکتے ۔ (۶). ہمارا عدالتی نظام اس درجہ غلط اور فرسودہ ہے کہ اس نظام کے زعماء جب ملازمت سے فارغ ہوتے ہیں تو انکا سب سے پہلا بیان یہی ہوتا ہے کہ یہ نظام خلق خدا کو انصاف دینے میں ناکام ہے ۔ (۷). معاشی اعتبار سے ہم دنیا کے پسماندہ ترین

قوموں میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ کل تک ہم زرعی پیداوار میں دوسروں کی مدد کرتے تھے اور آج حالت یہ ہے کہ ہم سات سمندر پار واقع ملک امریکہ سے گندم درآمد کرتے ہیں ۔

(۸) . دین اور مذہب کے بارے میں ہماری پسماندگی بلکہ افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ ہمارے حکمران ہمیں خوشخبری کے انداز میں بتاتے ہیں کہ آپ لوگ مطمئن رہیں افغانستان میں " طالبان " کا برپا کیا گیا انقلاب پاکستان نہیں آئے گا ۔ (۹) . ۱۹۴۷ء سے پہلے کہا جاتا تھا کہ انگریز اور ہندو ہمارے دشمن ہیں اور یہ ہماری ترقی اور خوشحالی کی راہ میں حائل ہیں ۔ آج پچاس سال ہوئے ہماری دو نسلیں آزادی میں جنم لیکر پروان چڑھ چکی ہیں ۔ نہ انگریز ہے اور نہ ہندو لیکن ہم نے نہ ترقی کی اور نہ خوشحال ہوئے ۔ (۱۰) . پہلی عالمی جنگ میں ہم نے اسلامی ملک ترکی کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا اور بہانہ یہ کیا کہ کیا کریں انگریزوں کی حکومت ہے ۔ غلام ہیں ، مجبور ہیں ۔ حکم کے بندے اور تابع ہیں اس لیے بھائیوں کے خلاف تلوار اٹھا رہے ہیں ۔ لیکن کل کی بات ہے کہ ہم نے اپنے سے بہتر اور زیادہ صلاحیت رکھنے والے مسلمان ملک عراق کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ اور یہ حصہ اور جنگ میں شراکت کویت یا سعودی عرب کی حمایت میں نہیں بلکہ اپنے اصلی حقیقی اور معنوی دشمن امریکہ کی حمایت میں کی ہے ۔ (۱۱) . ہمسایہ ملک افغانستان میں امریکہ کے منصوبے اور پروگرام کے عین مطابق ہم نے مداخلت کی ۔ لوگوں کو کہا کہ ہم روس کی دھریت اور سوشلزم کے خلاف جہاد کررہے ہیں جبکہ چین جو دھریہ بھی ہے اور سوشلسٹ بھی اس کی دوستی کا فخریہ اعتراف اور اعلان کرتے پھر رہے ہیں ۔ (۱۲) . امریکہ کے ذیلی ادارہ یو . این . اور غلامی پر ہمیں فخر ہے اور اسکی قیادت اور سیادت کا جوا گردن پر رکھے کوریا ، ویت نام ، کیوبا ، لیبیا اور عراق وغیرہ بے شمار ملکوں کے خلاف ظالمانہ کاروائیوں میں شریک ہیں ۔ (۱۳) . آزادی کے پورے پچاس سالوں میں ۲۵ سال مارشل لاء کے تحت رہے اور اس مدت کو بھی آزادی میں شمار کرتے ہیں ۔ (۱۴) . محترم ایوب خان صاحب او جناب ضیاء الحق صاحب کی ذات ان کے ارادوں اور نیات کے قطع نظر ہم زبانی کلامی انہیں آزادی اور جمہوریت کے غاصب قرار دے رہے ہیں اور ان کی باقیات کو نہ صرف باقی رکھے ہوئے ہیں بلکہ کندھوں پر سوار اور سرآنکھوں پر بٹھائے ہوئے ہیں ۔ (۱۵) . امریکہ کے وزیر دفاع نے اپنی قوم کے سامنے کھلے بندوں اور واضح لفظوں میں یہ حقیقت بے نقاب کی کہ ہم (امریکہ) دنیا بھر کی اقوام کو ان کے حکمرانوں کے ذریعہ غلام بنائے ہوئے ہیں ۔ اور ہمارے حکمران کھلے کانوں یہ اعلان سننے اور کھلی آنکھوں سے

حقائق کو دیکھنے کے باوجود آزادی کا جشن منارہے ہیں۔ (۱۶)۔ ساری دنیا کے ہم مقروض ہیں۔ قرض لیکر قرض کا سود ادا کرتے ہیں۔ اور مزید قرض لیکر عیاشی کا سامان درآمد کرتے ہیں۔ کوئی پاکستانی امریکہ کو ہیروئن برآمد کرے تو ہم اسے کشتنی قرار دیتے ہیں، لیکن امریکی ساحر ہماری تہذیب کے خلاف ہر قسم کا لٹریچر، کتابیں، رسالے، اخبارات اور فلمیں ہمارے ہاں پھیلائیں تو ہم انہیں ثقافتی امداد جان کر شکریہ سے قبول کرتے ہیں۔ (۱۷)۔ اسلام نے آزادی کا مفہوم بتایا ہے کہ سب انسان آزاد اور باہم برابر ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ لیکن ہم نے امیر غریب، مالک مزدور، جاگیردار اور مزارع، ووٹر اور لیڈر، افسر ماتحت کے گروہوں اور فرقوں میں خلق خدا کو بانٹ کر انہیں غلام بنا رکھا ہے اور تاثر یہ دیا جارہا ہے۔ کہ تم آزاد ہو اس لیے کہ تمہارا صدر تمہارا وزیراعظم اور تمہارا سردار اس ملک کا اور دیس کا باشندہ اور ووٹر ہے۔ جس کے تم باشندے اور ووٹر ہو۔ (۱۸)۔ آزاد اور ترقی یافتہ اقوام کے کتے اور دوسرے پالتو جانور جدید ترین طبی سہولتوں سے مستفید ہورہے ہیں، اور ہمارے ہاں تو آدم وحوا کی اولاد دوا کی ایک ایک خوراک کو ترس رہی ہے۔ (۱۹)۔ امریکہ میں کوئی شرابی بدمست مارا جائے تو اس کے قاتل کی تلاشی میں ہم سرگرم عمل ہوجاتے ہیں۔ اور جس پر مقتول کے ساتھی قتل کا شبہ ظاہر کریں۔ ہم اسے گرفتار کرکے امریکی حکمرانوں کے حوالے کردیتے ہیں جبکہ اپنے ہاں روزانہ درجنوں بیسیوں اور سینکڑوں قتل ہوتے ہیں تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ (۲۰)۔ حکمرانوں کی بستیوں کے قریب سے دھواں دیتی ہوئی گاڑی گزر جائے تو چالان ہوجاتا ہے اورعوام کے گھروں کے گرد گندگی کے ڈھیر کسی کو نظر نہیں آتے۔

(۲۱)۔ قرض لیکر بڑی کھلی اور ہموار سڑکیں بنائی جاتی ہیں کہ حکمرانوں کو گاڑی چلانے یا گاڑی میں سفر کرتے ہوئے تکلیف نہ ہو اور عوام پینے کے پانی اور روشنی کے چراغ تک سے محروم ہیں۔

کہاں تک عرض کروں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ روشنی کی کوئی کرن اور امید کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہماری غلامی کے طوق اور زنجیریں ۱۹۴۷ء سے پہلے کی نسبت آج زیادہ کڑی اور سخت ہیں۔ اس وقت آزادی کیلئے لڑنا جہاد تھا۔ آج آزادی کا نام لینا بغاوت ہے۔ اس وقت ہم سامراج کے غلام تھے اور آج سامراج کے غلاموں کے غلام ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے۔ اخبارات میں امریکہ کے سیکرٹری دفاع کا بیان شائع ہوا ہے۔ جسمیں کہا گیا ہے کہ پاکستان فوجی افسروں کو

تربیت دینا امریکہ کے اپنے فائدے کی بھی بات ہے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستانی فوجی افسر کی تربیت سے امریکہ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟ بجزایں کہ یہ افسر حضرات امریکی مفادات کے لیے کام کریں ، اور کون نہیں جانتا کہ امریکی مفادات پسماندہ اقوام او بالخصوص مسلمان ممالک کی پسماندگی ، جہالت غربت وافلاس ، بے دینی ، بے حیائی اور باہم اختلاف اور قتل وغارت سے وابستہ ہیں ۔

افغانستان کے ۸۰٪ فی صد علاقے پر طالبان کی حکومت اور انکا اقتدار ہے ۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور اضلاع پر چند لیڈروں نے باغیانہ قبضہ کررکھا ہے ۔ اور امریکہ اپنے حواریوں کے ذریعہ افغانستان میں ایسے حالات پیدا کررہا ہے کہ ان باغیوں کو ان کے زیرتسلط علاقہ پر حکمران تسلیم کرلیا جائے ۔ اور پھران میں سے کسی ایک کی مدد اور دفاع کو بہانہ بناکر طالبان کی واحد اسلامی ریاست پر حملہ کردیا جائے ۔ امریکہ کے وزیر دفاع نے اپنی ایک خفیہ رپورٹ میں جو غلطی سے شائع ہوگئی تھی یہ تسلیم کیا کہ یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں جیسے عرب ریاستیں ہیں جو اپنا دفاع نہیں کرسکتیں امریکی مفادات کیلئے نہایت مفید اور ضروری ہیں ۔ اگر کویت کمزور اور چھوٹی ریاست نہ ہوتی تو امریکہ کیلئے عراق پر حملے کے جواز کی صورت پیدا کرنا مشکل تھا ۔ چین کو دبانے کیلئے فاموسا اور جنوبی کوریا کی ریاستیں ہیں ۔ پاکستان تو ویسے ہی حکمرانوں نے امریکہ کے حوالے کردیا ہے ۔ بھارت اورچین کو قابو کرنے کیلئے امریکہ کشمیر میں ایک ریاست قائم کرنا چاہتا ہے ۔ عربوں کو دبانے کیلئے اسرائیل کی ریاست ہے ۔ نیز عرب ریاستوں کا ایک سلسلہ جزیرۃ العرب کے مغربی اور مشرقی کناروں پر موجود ہے ۔ اسی نوعیت کا حصہ ہے ۔ کراچی ، گوادر اور کشمیر میں بھی ایسی ہی ریاستوں کا قیام اسی حکمت عملی اور منصوبے کی صورتیں ہیں ۔

بات پاکستان کی آزادی اور پچاس سالہ "گولڈن جوبلی" کی تھی اور ہم امریکہ تک پہنچ گئے ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہماری برائے نام آزادی خطرے میں ہے ۔ اور یہ خطرہ امریکہ کی طرف سے ہے ۔ اس لیے میں نے خوشی کے اس موقع پر ان تلخ حقائق کی طرف اشارہ کرنا ضروری خیال کیا تاکہ خوشی میں ہوش کا دامن چھوٹنے نہ پائے ۔ میرا مقصد مایوسی پھیلانا نہیں بلکہ محتاط رہنے اور ماضی کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور کرکے حقیقی آزادی کے لیے جدوجہد کی دعوت دینا ہے ۔